بدعت کی حقیقت

اور

تنگ نظری کا وبال

مؤلف

مدرس ممتاز عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری



میٹرک پاس ہونہار طلباء کیلیئے سنہری موقع (Golden Chance)

★ پرسکون تعلیمی ماحول جدید سہولیات سے مزین ہاسٹل
★ ایئر کنڈیشنڈ کلاس رومز

نشستیں انتہائی محدود

8 سالہ پروگرام
مکمل عالم کورس (درسِ نظامی) بمعہ M.B.A Finance

انٹرویو ٹیسٹ — بمقام نورِ حمزہ اسلامک کالج، گلشنِ معمار، کراچی

فارم کا اجراء — مورخہ 18 مئی 2011ء بروز بدھ

انٹرویو ٹیسٹ شیڈول — مورخہ 5,12,19,26 جون 2011ء

نوٹ: انتظامیہ جن طلباء کے فارم منتخب کرے انہیں کو انٹرویو میں شامل کیا جائیگا بغیر دعوت زحمت نہ فرمائیں۔

نورالقرآن حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ انٹرنیشنل
رابطہ: 0322-2232030
www.noorequran.net



جامع مسجد بہارِ شریعت
بہادرآباد کراچی

بِدعت کی حقیقت

اور

تنگ نظری کا وبال

قرآن وحدیث واقوال صالحین کی
روشنی میں تحقیقی تالیف

مؤلف

مدرس عالم دین ممتاز علامہ حضرت مفتی محمد آصف عبداللہ قادری

ناشر امیر نورالقرآن حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ انٹرنیشنل
جامع مسجد بہار شریعت بہادرآباد کراچی

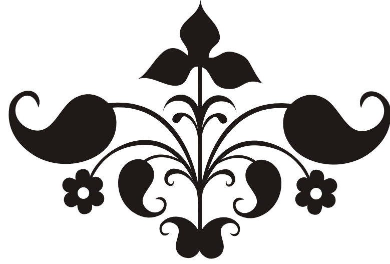
جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: بِدعت کی حقیقت اور تنگ نظری کا وبال

صفحات: 52

اشاعت اول: ربیع الاول ۱۴۳۲ھ/فروری 2011ء

تعداد: 3000



زیر اہتمام
نورالقرآن حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ انٹرنیشنل

ملنے کا پتہ
جامع مسجد بہار شریعت بہادرآباد کراچی

Cell: 0322-2232030

www.tafseerequran.net / www.khatmeqadria.net / www.noorequran.net

انتساب

امیرِ طیبہ، اسداللہ واسدرسول اللہ

سیدُ الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

جنہیں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعداز وصال ان خطابات سے نوازا یَـاحَمُزَۃُ فَاعِلَ الْـخَیْـرَاتِ ، یَا کَاشِفَ الْکُرُبَاتِ (اے نعمتیں بانٹنے والے اوراے غموں کودور کرنے والے) ﴿المواہب اللدنیہ ج1 ص212﴾

اور

سرکارِ بغداد حضورِ غوث پاک رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے بارے میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بفضل اللہ انوار وتجلیات فیوض وبرکات اس طور پرمنتقل ہوچکے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قطبیت کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ اب ہمیشہ کے لئے ولایت کا تاج اسے عطا کیا جائے گا جواس در سے فیض یاب ہو﴿مکتوبات شریف﴾

الاہداء

محدّثِ مدینہ طیبہ شیخ محقق علی الاطلاق سیدی وسندی

عبدالحق محدث رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے فیض کی بناپر صدیوں سے برصغیر میں بخاری ومسلم کا نور سینوں میں منتقل ہوا جنہوں نے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کھڑے ہوکر باادب درودوسلام پیش کرنے کواپنی نجات کاذریعہ قراردیااور تمام علماءومشائخ اورشیوخ طریقت اہلسنت کے نام جنہوں نے اپنی کوششوں سے گمراہوں کو ہدایت کا راستہ بتایااور فضل الٰہی سے سخت دلوں کوموم کردیا۔

فہرستِ کتاب

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
1	پہلے اسے پڑھ لیجیے	1
2	بدعت کی حقیقت اور تنگ نظری کا وبال	2
3	غصے کی دو اقسام	3
4	ایک اور غلط سوچ کا نتیجہ	6
5	بدعت کی اقسام	8
6	ایک عجیب واقعہ	8
7	کیا دینِ اسلام تنگ نظر ہے	10
8	اسلامی اصول اور تصورِ بدعت	12
9	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ اصول	12
10	وضاحت	18
11	ایک دِل سوز واقعہ	19
12	غلط سوچ اور صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام (معاذ اللہ)	19
13	سب سے بُری بدعت	21
14	امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول	26
15	کیا چاشت کی نماز بدعتِ سیئہ ہے	27
16	پیٹ بھر کے کھانا بدعت ہے	29
17	بدعت کی ایک اور قسم	29
18	دینِ اسلام کے سنہرے اصول	34
19	مرنے کے بعد لوگوں نے دعا نہیں مانگی	36
20	قرآن اور اسلام کی عظیم وسعتیں	38
21	حلال وحرام کے لیے اصول	39
22	یہودیوں اور عیسائیوں کی سازش	44
23	دورِ حاضر کی اہم ترین ضرورت	45

اہلیانِ کراچی کی خوش نصیبی:

الحمدللہ عزوجل بہارِ شریعت مسجد میں جو کہ بہادر آباد چورنگی کے پاس واقع ہے ہر جمعہ کی رات عشاء کی نماز کے تقریباً پون گھنٹے بعد 1½ گھنٹے کیلئے نورِ قرآن نشست ہوتی ہے۔ جہاں پروجیکٹر Projector اسکرین کے ذریعے قرآنِ پاک کے الفاظ سے خوش نصیب اپنی آنکھوں کو منور کرتے ہیں، ایک ایک لفظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفسیر پیش کی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ جب ہم قرآن کا فیض حاصل کریں گے تو نورِ قرآن سے ہم بھی منور ہوں گے اور ہمارے گھر والے بھی منور ہو جائیں گے۔

الحمدللہ! مکمل قرآن پاک کی سی ڈیز اور مختلف عنوانات پر بیانات خصوصاً ''جنتی گھرانہ''، ''گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' کی سی ڈیز اور شرک کی حقیقت پر کتاب اردو اور پشتو زبان میں دستیاب ہیں، ان کو ضرور مطالعہ فرمائیں اور ہماری ویب سائٹ کا ایک بار ضرور وزٹ کیجیے نیز خواتین کیلئے پردے کا خاص انتظام بھی ہوتا ہے۔ آخر میں یہ ہی عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور صالحین سے محبت اور الفت کو برقرار رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کے دعا کریں کہ ''اے اللہ عزوجل میرے ایمان کی حفاظت فرما اور جس طرح آج تیری توفیق اور عطا سے صحابہ کرام اور صالحین علیہم الرضوان کے عقائد ونظریات دل میں بسائے ہوئے ہوں، تیری قدرت کاملہ پر یقین رکھتے ہوئے اولیائے کاملین کی عظمت کے قائل ہوں۔ مجھے انہیں عقائد پر ثابت قدمی نصیب فرما۔''

اے پروردگار! میری یہ دعائیں اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما۔

آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

پہلے اسے پڑھ لیجئے

مسلمان کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ اس کا ایمان ہے۔شیطان ایمان کا دشمن ہے ایمان کو تباہ وبرباد کرنے کے لیے شیطان کبھی مسلمانوں کو بے حیائی، حرام ذرائع، نماز میں غفلت اور دیگر گناہوں میں مبتلا کرتا ہے اور کبھی اسلام کے اصولوں سے دور کر کے تنگ نظری کے جال میں پھنسا دیتا ہے۔

وہ کام جنہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام اور صالحین امت کرتے رہے ان کو انسان بدعت کہنے لگتا ہے۔تحفظِ ایمان کے لیے بدعت کی حقیقت جاننا بے حد ضروری ہے۔

یاد رکھیں! کہ بدعت کی حقیقت نہ سمجھنے کی بناء پر لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کتاب میں اس حقیقت کو آسان انداز میں واضح کیا گیا ہے اگر آپ اس کتاب کا مکمل مطالعہ فرمالیں تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عطا کردہ اصول کی روشنی میں بدعت کی حقیقت معلوم ہوگی۔ان شاءاللہ عزوجل

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور اسے عام کرنے کی سعادتیں عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

بدعت کی حقیقت اور تنگ نظری کا وبال

قرآن وحدیث سیکھنے کا شوق دل میں پیدا ہونا اللہ رب العالمین کا خصوصی کرم ہے

قرآن وحدیث کا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر نہیں ہوتے چنانچہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (زمر:۹، پ۲۳)

ترجمہ: اے نبی آپ فرما دیجئے جو لوگ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں۔

یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ جو شخص علم سے دور ہوتا ہے وہ عجیب سوچ کا حامل ہوتا ہے کسی بھی معاملے میں اپنی ایک رائے قائم کر لیتا ہے حالانکہ اس کی یہ رائے قرآن وحدیث کے منافی ہوتی ہے۔

مثال

اگر انسان کسی کے متعلق سنے کہ اس نے غصہ کیا، اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا یا اس نے غصہ والا کوئی کام کیا، وغیرہ تو علم کی کمی کی وجہ سے وہ رائے قائم کر لیتا ہے کہ غصہ تو بُری چیز ہے ”غصہ حرام ہے“ یہ ایک جذباتی شخص ہے اور اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے اور دلیل کے طور پر قرآن پاک کی یہ آیت پیشِ نظر ہوتی ہے۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (ال عمران:۱۳۴، پ۴)

ترجمہ: اور غصہ پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے (متقی ہیں)

یا یہ حدیث پیشِ نظر ہوتی ہے کہ

نبی اکرم ﷺ سے کسی نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

لَا تَغْضَبْ غصہ نہ کیا کر۔

اس آیت اور حدیثِ پاک کو پیشِ نظر رکھ کر رائے قائم کرلیتا ہے کہ ’’غصہ حرام‘‘ اور غصہ کرنے والا بُرا ہے وغیرہ۔

حالانکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں غصہ کی دو قسمیں ہیں۔

غصے کی دو اقسام

۱: اپنے نفس کی خاطر غصہ کرنا۔

۲: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر غصہ کرنا یعنی جذبات میں آنا۔

پہلی قسم یقیناً بُری اور دوسری قسم کا غصہ نہ صرف جائز بلکہ باعثِ عظمت ہے۔

جیسا کہ قرآنِ کریم کی تفسیر میں فرمایا گیا۔[۱]

اَنَّ اَبَا قُحَافَةَ سَبَّ النَّبِیَّ: حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد ابوقحافہ ایمان لانے سے قبل انہوں نے حضور ﷺ کی سخت گستاخی اور بے ادبی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سامنے کی: فَصَكَّهٗ اَبُوْبَكْرٍ اِبْنُهٗ صَكَّةً فَسَقَطَ مِنْهَا عَلٰى وَجْهِهٖ: تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ انتہائی غصے اور جلال میں آگئے اور نبی کریم ﷺ کی محبت

۱؎ تفسیرِ قرطبی

میں اپنے والد کو زور سے طمانچہ مارا جس کی وجہ سے ابوقحافہ چہرے کے بل دور جا گرے ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ: پھر ابوبکر صدیق ؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ: اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا: فَقَالَ اَوَ فَعَلْتَهٗ: حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کیا آپ نے ایسا کیا؟: لَا تَعُدْ اِلَيْهِ: آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس موقع پر صدیقِ اکبر ؓ نے یوں نہیں فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے بخش دے اور میرے غصہ کی عادت کم کردے بلکہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَوْ كَانَ السَّيْفُ مِنِّیْ قَرِيْبًا لَقَتَلْتُهٗ: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اگر اس وقت میرے قریب تلوار ہوتی تو میں ان کو قتل کر دیتا۔ قرآن مجید فرقان حمید نے اس پر کسی ایسی آیت کا نزول نہ فرمایا کہ اے ابوبکر ؓ کیسی بات کر رہے ہو والدین کے سامنے تو اُف کرنا منع ہے اور تم قتل کی بات کر رہے ہو نہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا کیونکہ ان کا غصہ اللہ کی رضا کے لیے تھا، رسول اللہ ﷺ کی محبت میں تھا اس موقع پر قرآن مجید فرقان حمید کی مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

(المجادلہ:۲۲،پ۲۸)

ترجمہ:تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے آگاہ ہو جاؤ بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ ''غصہ'' کا لفظ سنتے ہی کوئی رائے قائم کرنے سے قبل یہ دیکھنا چاہئے کہ غصہ کس قسم کا ہے۔

اگر غصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں ہے تو یہ عظیم نیکی ہے چنانچہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ

ترجمہ: اعمال میں سے افضل یہ ہے کہ محبت اللہ کی خاطر ہو اور نفرت بھی اللہ کی خاطر ہو

معلوم ہوا کہ محبت وشفقت ہو تو اللہ کے لیے اور نفرت و دُوری ہو تو اللہ کے لئے۔

ہم نے بخوبی جان لیا کہ علم کی کمی اور بات کو مکمل طور پر نا سمجھنے کی وجہ سے انسان کسی لفظ کو سن کر کوئی تأثر قائم کر لے تو لازمی نہیں کہ یہ تأثر درست ہی ہو بلکہ یہ تأثر غلط بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ غصہ کے بارے میں مثال سے ہم نے سمجھا، مزید غور کیا جائے تو اس مثال سے ایک اور بات بھی سامنے آئی کہ ''غلط سوچ غلط نظریہ کو جنم دیتی ہے'' جیسا کہ غصہ کی اقسام کو نہ سمجھنے والے عام طور پر کہتے ہیں کہ ''غصہ حرام ہے''۔

ایک اور غلط سوچ کا نتیجہ

اسی طرح لفظِ بدعت سنتے ہی قرآن وحدیث اور علمِ دین سے ناواقف شخص یہ تصور قائم کر لیتا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے رسول اللہ ﷺ کے بعد جو بھی نیا کام ایجاد کیا جائے وہ جہنم میں لے جانے والا ہے۔ حالانکہ اسکی یہ سوچ ہرگز درست نہیں چنانچہ

بخاری شریف کتاب صلوٰۃ التراویح باب فضل من قام رمضان

اس میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک بار مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ نمازِ تراویح اپنے اپنے طور پر الگ الگ ادا کر رہے ہیں۔ کیوں کہ اس وقت ایک امام کے پیچھے جمع ہو کر نماز تراویح ادا کرنے کا معمول نہیں تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز تراویح کی ترغیب دلائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز تراویح پڑھتے تھے مگر نبی اکرم ﷺ نے تراویح کی جماعت نہیں کروائی

صرف تین دن ایسا ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود ہی جمع ہو گئے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نماز تراویح جماعت سے ادا کی تیسرے دن حضور اقدس ﷺ نے منع فرما دیا چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک دور سے لے کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور تک ایسا کبھی نہ ہوا کہ ایک امام کے پیچھے صحابہ تراویح میں مکمل قرآنِ پاک ماہِ رمضان کے مہینے میں ختم کرتے ہوں لیکن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ ایسا ہو جائے تو اچھا ہے۔ اب بخاری شریف کی اس حدیثِ پاک کے مطابق آپ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جو صحابہ علیہم الرضوان میں بہت بڑے قاری تھے امام مقرر کیا اور تمام صحابہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک ساتھ مل کر نماز تراویح ادا کرتے۔ تو جماعت کا اہتمام کرنا اور ایک امام کے پیچھے پورا رمضان تراویح ادا کرنا یہ ایک ایسا نیا طریقہ تھا جو نہ رسول اللہ ﷺ نے اپنایا، نہ دورِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے جو الفاظ کہے ان الفاظ کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا

:نعم البدعة هذه: ترجمہ: کیا ہی اچھی بدعت ہے

یعنی (یہ ایسی بدعت ہے جو بُری نہیں بلکہ اچھی ہے)

سبحان اللہ اس روایت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بدعت کی بھی قسمیں ہیں۔

بدعت کی اقسام

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد جو نیا کام کیا جائے اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔کوئی اچھا کام کیا ۲۔کوئی بُرا کام کیا

اگر انسان بدعت کے متعلق معلومات نہ رکھتا ہو تو وہ ہر بدعت کو گمراہی سمجھتا ہے اور ہر نئے معاملے کو بدعت قرار دیتا ہے اور ہر ایک کو بدعتی (گمراہ) کہتا ہے اتنا بھی خیال نہیں کرتا کہ بدعتی تو جہنمی ہوتا ہے۔ **افسوس** غلط رائے قائم کرنے اور غلط نظریہ اپنانے کی وجہ سے ہر معاملے میں یہ سوال کرتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ کام کیا؟ اگر نہیں کیا تو یہ بدعت ہے اس سوچ کے نتیجے میں ایسے دل سوز واقعات سامنے آتے ہیں جو ایک مسلمان کے دل کے لیے انتہائی تکلیف کا سبب بنتے ہیں ایسا ہی ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک عجیب واقعہ

ایک بھائی کسی جگہ نماز تراویح کے لیے گئے، دورانِ تراویح امام تلاوت کرتے کرتے آیت سجدہ پر پہنچا اور اس نے سجدہ تلاوت کر دیا وہ مسجد کافی وسیع تھی کچھ لوگ امام کے قریب تھے کچھ دور تھے جب کہ کچھ دوسری منزل میں بھی تھے چنانچہ جو لوگ قریب تھے وہ تو امام کے دیکھا دیکھی سجدے میں چلے گئے مگر دوسرے رکوع میں ہی رہے۔ سجدے

سے فارغ ہو کر امام نے اللہ اکبر کہا تو قریب والے تو دوبارہ کھڑے ہو گئے مگر جو رکوع میں تھے اور **سمع اللہ لمن حمدہ** کا انتظار کر رہے تھے وہ پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہوا اب شریعت کے مسائل نہ جاننے والے تو اور بھی پریشان ہوئے اب کیا کریں چنانچہ لوگ ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے کہ نماز توڑ دو تمہاری نماز ختم ہو گئی، نماز نہیں ہوئی وغیرہ وغیرہ ایک ہنگامہ مچ گیا۔ بہرحال نماز کے بعد امام صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ جناب تمام مساجد میں یہ طریقۂ کار ہے کہ آیتِ سجدہ سے پہلے بتا دیا جاتا ہے کہ پہلی یا دوسری رکعت میں سجدہ کیا جائے گا۔ آپ نے اعلان کیوں نہ کیا؟ تو لوگوں کا خیال تھا کہ امام صاحب کہیں گے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی یا آئندہ میں اعلان کر دوں گا میری توجہ نہ رہی لیکن انہوں نے بڑی عجیب و غریب بات کہہ دی انہوں نے جواب دیا کہ ''سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا بدعت ہے'' حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ میں سے کسی نے اعلان نہیں کیا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی اعلان نہیں ہوتا گویا کہنا یہ چاہ رہے تھے کہ جو کام حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے نہ کیا وہ کام میں کیسے کرسکتا ہوں کیا میرے دل میں امت کی خیر خواہی کا جذبہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ سے بڑھ کر ہے کہ وہ تو اعلان نہ کریں اور میں اعلان کر کے بدعت کے گناہِ عظیم میں مبتلا ہو کر جہنم کا راستہ اختیار کر لوں کیونکہ بدعت تو جہنم تک لے جاتی ہے۔

کیا دینِ اسلام تنگ نظر ہے

یقیناً ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت سجدۂ تلاوت کا اعلان کرتی ہے کیا مسلمانوں کی اکثریت بدعتی ہے اور مزید یہ کہ اعلان نہ کرنے کی وجہ سے **بعض** مقتدی رکوع میں اور کچھ سجدے میں یہ کون سی سنت ادا ہو رہی ہے **خدارا!** کچھ غور کریں اسلام اتنا تنگ نظر نہیں کہ اس کے ماننے والے خیر کے مُرتکب ہوں نیکی کریں لوگوں میں ایک اچھائی کا اعلان کریں پھر بھی انہیں بدعتی کہہ کر جہنم کے کنارے پہنچا دیا جائے۔ **یاد رکھیئے**:۔ اسلام کے اصولوں سے ناواقفیت ہمیں بہت پیچھے کر دے گی اسلام کے اصول اور قواعد کا علم ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ اگر کوئی غیر مسلم اعتراض کرے تو ہم جواب دے سکیں مثال کے طور پر غیر مسلم یہ کہے کہ اے مسلمانوں موجودہ قرآن پاک پر اعراب یعنی زَبر زِیر پیش لگے ہوئے ہیں لہٰذا ایسے قرآنِ پاک میں تلاوت کرنا درست نہیں ہے کیوں کہ ایسے قرآنِ پاک میں نہ تو صحابہ کرام ؓ نے تلاوت کی نہ ہی حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں ایسا قرآن تھا۔ بخاری، مسلم اور دیگر احادیث کی کتابوں کو نہ حضور ﷺ نے پڑھا، نہ صحابہ کرام ؓ کے زمانے میں یہ حدیث کی کتابیں تھیں اور پھر اپنی جہالت کی بناء پر

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کو جواز بنا کر کہے کہ اے مسلمانو! تمہارا دین تو مکمل ہو گیا۔

مگر تمہارے اضافے ہیں جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتے مسجد کے مینار اور محراب، اذان سے پہلے یا بعد درود وسلام کا رواج صحابہ ؓ اور تابعین کے دور میں نہیں تھا اسی طرح تمہارے بچوں کو چھ کلمے اور ان کے نام سکھائے جاتے ہیں، ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصّل یاد کروائے جاتے ہیں یہ تمام کام نہ تمہارے نبی سے ثابت ہیں نہ صحابہ ؓ سے اور اب بالکل نیا کام یہ شروع کیا ہے کہ تراویح سے قبل یا بعد خلاصہ تراویح بیان کیا جاتا ہے۔[۱] تو کیا نبی ﷺ اور صحابہ ؓ سے بڑھ کر قرآنِ پاک کی محبت تمہارے دلوں میں ہے؟ بتایئے غیر مسلموں کے اس اعتراض کا جواب کون دے گا؟ یقیناً اس کے سوال کا جواب وہی دے گا جس نے اسلام کے اصولوں کو جانا اور تنگ نظری کی قید سے آزاد ہوا۔ لہٰذا ہمیں اپنے دل میں دینِ اسلام کا جذبہ بیدار کرنا ہوگا اور اس کے لیے اسلام کے اصول وضوابط کا جاننا انتہائی ضروری ہے تاکہ دینِ حق کی راہ میں رکاوٹ بننے والوں کا اسلامی اصول کے ذریعے اس طور پر مقابلہ کیا جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کا ذریعہ بن جائیں۔ واضح رہے کہ یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار اسلام کے اصولوں کو سمجھے بغیر اعتراض کر دیتے ہیں۔

[۱] اور بعض جگہوں پر تو ہر چار رکعت سے پہلے یا ہر چار رکعت کے بعد خلاصہ تراویح بیان کیا جاتا ہے جیسے قادریہ لان جیل چورنگی کے پاس رمضان المبارک میں تراویح اس طرح ادا ہوتی ہے کہ ہر چار رکعت سے پہلے ترجمہ اور تفسیر سماعت ہوتی ہے اور پھر جتنا ترجمہ تفسیر بیان ہوجاتی ہے اتنا ہی قرآن چار رکعتوں میں پڑھا جاتا ہے۔

اسلامی اصول اور تصورِ بدعت

اسلام کا اصول یہ ہے کہ وہ کام اسلام میں ناجائز اور بدعت سیئہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس طور پر منع فرمایا ہو کہ اس کے ثبوت پر کوئی شرعی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے کرنے سے سنت مٹ جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة یعنی جب کوئی قوم بدعت کرتی ہے تو ان سے سنت مٹ جاتی ہے۔[۱] تو بدعت تو سنت کو مٹانے والی ہے اور یہ حرام وممنوع ہے یہ ایک ایسا کام ہے جو دین کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہء اقدس کے بعد جو کام ایجاد کیے گئے ان میں ہم شرعی اصول کو دیکھیں گے اگر وہ نیا کام شرعی اصولوں سے ٹکرا رہا ہے تو وہ بدعتِ سیئہ ہے ورنہ وہ بدعتِ حسنہ (یعنی اچھا کام ہے)۔ اس کو سمجھنے کے لئے زمانۂ نبوی ﷺ کے بعد کے ایک اہم واقعہ کی طرف توجہ فرمائیں:۔

سیدنا فاروقِ اعظم ؓ کا عطا کردہ اصول

[۱]......حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ یمامہ کے موقع پر سات سو حفاظ صحابہ کرام ؓ کی شہادت پر حضرت عمر ؓ نے پریشان ہو کر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے عرض کیا کہ آپ ؓ قرآنِ پاک کو جمع کرنے کا حکم

[۱] (مشکوٰۃ شریف، مسند امام احمد ص ۱۰۵ ج ۴)

دیکھیے اس پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: میں وہ کام کیسے کرسکتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو؟ جواباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی وَاللّٰهِ خَيْرٌ: اللہ کی قسم یہ خیر کا پہلو ہے یعنی یہ کام شریعت کے خلاف نہیں خیر ہے یہ کام شرعی اصولوں سے ٹکرانے والا نہیں ہے۔ اوّلاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منع فرماتے رہے مگر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں سمجھاتے رہے۔ ۱

چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِيْ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے سمجھاتے رہے اور اس کے خیر ہونے پر توجہ دلاتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے سینے کو کھول دیا اور: وَرَاَيْتُ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہی میری رائے ہوگئی چنانچہ ہم دونوں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور قرآن جمع کرنے کے لئے انہیں ذمہ داری دینا چاہی تو انہوں نے بھی یہی کہا كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلِ النَّبِيُّ ﷺ: آپ دونوں وہ کام کیسے کرسکتے ہیں کہ جو نبی ﷺ نے نہ کیا؟ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام اللہ کی قسم خیر ہے (یہ کام شریعت کے خلاف نہیں ہے):

۱ قربان جایئے میرے آقا ﷺ کے فرمانِ عالیشان پر کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ لِسَانَ عُمَرَ وَ قَلْبَهٗ: بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری فرمادیا۔

ازل اُرَاجِعُهٗ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقُمْتُ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان سے سوالات کرتا رہا اور وہ جوابات دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا تھا اسی طرح میرے سینے کو بھی کھول دیا اور مجھے یہ بات سمجھ میں آگئی اور میں قرآن جمع کرنے پر آمادہ ہوگیا۔

اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام تنگ نظری سے پاک اور منزہ ہے چنانچہ یہ اصول ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ

جو بھی نیا کام خیر القرون کے بعد ایجاد ہوگا اس کا دارومدار اس کی نوعیت پر ہوگا نہ کہ زمانے پر کیونکہ زمانے کا مبارک ہونا کام کے اچھے ہونے پر دلیل نہیں۔ اس اصول کو اس طرح سمجھیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے چالیس دن تک مکان میں قید رکھ کر ان کا کھانا، پینا بند کیا جس کی وجہ سے وہ چالیس دنوں تک بغیر سحری اور افطار کے روزے دار رہے یہاں تک کہ آپ کی مظلومانہ شہادت ہوئی، جھوٹے نبوت کے دعوے دار پیدا ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، کربلا کا خوفناک واقعہ سامنے آیا اور ان واقعات کے نتیجے میں سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کردیا گیا تو کیا کوئی عقل مند ان سارے واقعات کو دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں ہونے کی وجہ سے اچھا کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر کوئی اس کی مذمت ہی کرے گا۔ اسی طرح قرآن کریم پر اعراب لگائے گئے مساجد کو پکا کیا گیا، مساجد میں مینار و گنبد بنوائے گئے یہ تمام امور مذکورہ خیر القرون میں نہ

ہوئے مگر خیر پر مشتمل تھے اس لئے اچھے ہیں۔

چنانچہ جو کام رسول ﷺ نے نہ کیا ہو مگر وہ خیر پر مشتمل ہو تو اس خیر کے نئے کام کو بعد والے سرانجام دے سکتے ہیں، زمانے کا مبارک ہونا کام کے اچھا ہونے پر دلیل نہیں ہے۔تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کسی بھی نئے کام کا دارومدار کام کی نوعیت پر موقوف ہے نہ کہ زمانے پر یعنی ہر وہ نیا کام جو خیر اور خوبی پر مشتمل ہو اور شرعی ممانعت نہ ہو تو ایسے کام سے کسی کو نہیں روک سکتے چاہے وہ کسی بھی زمانے میں ایجاد ہو جائے مثلاً اگر اسی زمانے میں کوئی خیر کا کام ایجاد کیا جائے اور شرعاً ممانعت نہ ہو تو اس پر ان شاء اللہ اجر اور ثواب ملے گا جیسا کہ بعض مساجد (خصوصاً بہار شریعت مسجد کراچی) میں یہ معمول ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد **سورہ سجدہ** پارۂ **۲۱** میں ہے اور **سورۃ ملک** جو پارۂ **۲۹** میں ہے اس کی تلاوت ہوتی ہے اور اس کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ جو رات کو ان سورتوں کو پڑھے اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا اور ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اسے شب قدر میں عبادت کی طرح ثواب دیا جائے گا تو بلاشبہ یہ خیر کا کام ہے لہٰذا جائز اور مستحب ہے۔

اسلام کے اصول سمجھنے والے بھائیو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عطا کردہ اصول کے تحت یہ بات سورج سے زیادہ روشن ہوگئی کہ یہ معیار درست نہیں کہ جو کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کیا ہو بعد والے سرانجام دیں تو انہیں طنز کی نگاہ سے دیکھا جائے کہ کیا تمہارے دل اللہ کی محبت، قرآن کی محبت اور عشق رسول ﷺ میں زیادہ سرشار ہیں

کہ پہلے لوگوں نے یہ کام نہ کیے اور بعد میں آنے والے زیادہ نیک آئے ہیں جو اس کام کو ایجاد کر رہے ہیں اگر اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا تو بڑی خرابی لازم آئے گی سب سے پہلا اعتراض تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی پر ہوگا کہ کیا ان کے دل میں قرآن کی محبت زیادہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ کام نہ کیا اور انہوں نے کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر **نعوذ باللہ** یہ اعتراض ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کروائی تو کیا رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ان کے دل میں جماعت کی محبت ہے، اسی طرح قرآن پاک پر زَبر، زِیر، پیش، لگانے والا شخص حجاج بن یوسف ہے جو بڑا ظالم شخص تھا تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو یہ کام نہیں کیا حجاج بن یوسف نے یہ کام کیا تو کیا حجاج بن یوسف کے دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ قرآن کی محبت ہے تو ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ کام کس نے شروع کیا، پہلے لوگوں نے یہ کام کیا یا نہیں بلکہ شریعت کے اصول کے مطابق یہ دیکھا جائے گا کہ یہ کام شریعت کے خلاف ہے یا نہیں اگر شریعت کے خلاف ہے تو جس زمانے میں بھی پایا جائے غلط ہے اور شریعت کے خلاف نہ ہو تو جس زمانے میں وہ پایا جائے وہ اچھا ہے۔اسی طرح آج کل نمازِ تراویح کے بعد خلاصۂ تراویح بیان کیا جاتا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانے میں یہ رواج نہ تھا تو کیا یہ کہا جائے گا کہ آج کل کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام سے بڑھ کر خدمتِ قرآن کے جذبے سے سرشار ہیں کہ اُن مقدس ہستیوں نے جو کام نہ کیا آج کل کے لوگ یہ کام کر رہے ہیں۔کسی کے ذہن میں یہ

خیال پیدا ہو کہ صحابہ کرامؓ نے تراویح کے بعد خلاصہ اس لیے بیان نہیں کیا کہ وہ لوگ عربی تھے اور قرآن کے مفسر تھے سب قرآن کو جانتے تھے قرآن کا ترجمہ صحابہؓ نے اس لیے نہیں کیا اور تابعین نے اس کا ترجمہ اس لیے عام نہیں کیا کہ عربی تو ان کی مادری زبان تھی تو یہ بات سمجھ لیجئے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کے دور میں کئی ایسے ممالک تھے جو فتح ہو چکے تھے جن کی مادری زبان عربی نہیں تھی مثلاً حضرت عمرؓ کے دورِ مبارک میں ملکِ روم فتح ہو چکا تھا جس کی زبان رومی تھی ملکِ فارس (ایران) فتح ہو چکا تھا جس کی زبان فارسی تھی اور کئی ممالک فتح ہوئے جن کی مادری زبان عربی نہیں تھی حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت کے دس سال میں، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دورِ خلافت کے بارہ سال میں، حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت کے چار سال میں، حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت کے بیس سالوں میں اور بعد کے تابعین بزرگوں نے قرآن کا ترجمہ عام کرنے کی کوشش نہیں کی تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعد میں قرآن کا ترجمہ عام کیا گیا اور صحابہ اور تابعینؓ میں تو یہ عام نہیں ہوا لہٰذا یہ بدعت ہے جہنم میں لے جانے والا کام ہے ہرگز ایسا نہیں اس لیے کہ قرآن مجید فرقان حمید کا ترجمہ صحابہ کرامؓ اور تابعین نے عام نہیں کیا تو اسے منع بھی نہیں کیا اور قرآن کا ترجمہ کرنا شریعت کے اصول سے ٹکراتا بھی نہیں ہے اور شریعت کے خلاف بھی نہیں ہے نیا کام ضرور ہے مگر بدعتِ حسنہ ہے اچھا نیا کام ہے اس سے ہمیں بدعت کی وہی دو قسمیں معلوم ہوئیں۔ (بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ)

وضاحت

یہاں پر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب سات سو صحابہؓ کی شہادت کو دیکھا کہ وہ سب قرآن کے حفاظ تھے تو آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور کہا کہ قرآن پاک کو آپ جمع کریں تو حضرت عمرؓ کے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ قرآن تو یہ فرماتا ہیں کہ: **الیوم اکملت لکم دینکم**: اے لوگوں تمہارے لیے آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا جب دین مکمل ہو گیا تو حضور ﷺ کے زمانے کے بعد اب اگر کوئی نیا کام کیا جائے گا تو وہ غلط ہو جائے گا لہٰذا میں یہ مطالبہ نہ کروں، حضرت عمرؓ نے ایسا نہیں سوچا اس لیے کہ: **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ**: مطلب یہ ہے کہ دین کے اصول اور قوانین مکمل ہو گئے اب کوئی بھی نیا کام ایجاد کیا جائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ شریعت اور دین کے اصول کے مطابق ہے یا اس کے مخالف ہے اگر اس کے خلاف ہے، شریعت کے اصولوں سے ٹکراتا ہے تو اسے بدعت سیئہ کہیں گے ورنہ یہ بدعت حسنہ ہے اگر انسان اس تفصیل کو نہ سمجھے تو پھر وہ اچھائی کو بُرائی اور بُرائی کو اچھائی سمجھتا ہے۔ غور فرمائیے نفل نماز پڑھنا ایک اچھی چیز ہے اور نفل نماز سے روکنا ایک بُری چیز ہے لیکن اگر اس معنی کو نہ سمجھا جائے اور بدعت کے مفہوم پر غور نہ کیا جائے تو نتیجہ اس قدر اُلٹا ہو جاتا ہے اور ایسے ایسے واقعات ہونے لگتے ہیں کہ جب انسان سنتا ہے تو اس کا دل پریشان ہو جاتا ہے۔

ایک دِل سوز واقعہ

ایک بھائی مدینہ منورہ میں رہتے ہیں انھوں نے بتایا ایک دن میں ظہر کی نماز کے بعد ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کررہا تھا ہر دو رکعت کے بعد دو اور نفل ادا کرتا پھر دعا کرتا پھر دو رکعت نفل ادا کرتا تو ایک سپاہی ان کے قریب آیا اور ان سے کہنے لگا:

ایش ھذا: یہ تم کیا کررہے ہو: ھذہ بدعة: یہ تو بدعت ہے ممنوع ہے، انہوں نے اس سے کہا: لماذا: کیوں؟ وہ کہنے لگا کیا نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد دو دو رکعت کر کے نماز نفل پڑھی ہیں؟ اور دعائیں مانگی ہیں؟ لہٰذا اس موقع پر نفل پڑھنا دعا مانگنا یہ سب بدعت اور حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

آپ نے دیکھا انسان جب دین کی صحیح سمجھ نہیں رکھتا تو اچھائی بھی اس کی نظر میں بُرائی ہو جاتی ہے اور بُرائی اچھائی ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہے

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ: ترجمہ:۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا۔ تو وہ اسے نماز اور دعا سے روکنے کو عین اسلام سمجھ رہا تھا شیطان اسے ورغلا رہا تھا کہ تو تو بدعت سے روکنے والا ہے آگے بڑھ اسے روک دے۔

غلط سوچ اور صحابی رسول ﷺ پر الزام (معاذاللہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جن باغیوں نے حملہ کیا تھا انہوں نے ان پر جو الزام لگائے ان میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ انہوں نے وہ وہ کام کیے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے

نہیں کیے لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بدعت سیئہ کرنے والے ہیں بدعتی ہیں نعوذ باللہ من ذلک! گمراہی کو انسان ہدایت سمجھ لے اور ہدایت کو گمراہی تو یہی وہ غلط عقیدہ ہے جو سب سے بری بدعت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین رحمہم اللہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محبت سے سرشار تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے آپ کے مقام اور مرتبے کو بیان کرتے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اب اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم سے ہٹ جائے اور تعظیم نبی ﷺ کو بیان نہ کرے بزرگان دین کے نقش قدم سے ہٹ جائے اور رسول اللہ ﷺ کی خوبیاں اور آپ کی شان بیان کرنے کے بجائے معاذاللہ نعوذ باللہ من ذلک! رسول اللہ ﷺ میں عیب تلاش کرے وہ ذات جس کو اللہ نے مخلوق میں بے عیب پیدا کیا تمام مخلوق میں سب سے افضل بنایا، فرشتوں سے افضل، انبیاء سے افضل، رسولوں سے افضل اس ذات میں وہ عیب تلاش کرے کیا ایک امتی کو یہ زیب دیتا ہے، یہی عقیدہ گمراہی کا عقیدہ ہے اور یہی سب سے بڑی بدعت ہے اور ایسا ہی بدعتی یقیناً جہنمی ہے خود بھی جہنم میں جاتا ہے اور جو اس کی پیروی کرے اسے بھی جہنم میں لے جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ایک گروہ ایسا تھا کہ جو بہت کثرت سے عبادت کرتا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمْ نِصْفَ النَّهَارِ فَدَخَلْتُ عَلٰى قَوْمٍ لَمْ اَرَ قَطُّ اَشَدَّ مِنْهُمُ اِجْتِهَادًا: جِبَاهُهُمْ قُرْحَةٌ مِّنَ السُّجُوْدِ: یہ لوگ اتنی زیادہ

عبادت کرتے تھے کہ ایسی عبادت کرنے والی قوم میں نے نہیں دیکھی ان کی پیشانیاں سجدوں کی کثرت سے زخمی ہوگئی تھیں لیکن ان لوگوں نے قرآن مجید فرقان حمید کے اصول کو غلط سمجھنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شرک کا الزام لگا دیا[1]۔

سب سے بُری بدعت

یقیناً سب سے بُری بدعت غلط عقیدہ ہے اور غلطی پر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو درست سمجھنا اور مسلمانوں پر شرک اور بدعت کا الزام لگانا ہے جس کی وجہ سے غلط عقیدے کا حامل دین سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو شرک سے پاک تھے لیکن خارجیوں نے قرآن اور حدیث کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرک سمجھنے لگے حالانکہ بخاری شریف کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۴۲۶ کے علاوہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے مزید پانچ جگہ پر اس کا ذکر کیا: وَاِنِّی وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْ بَعْدِی: بیشک اللہ کی قسم مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے: وَلٰکِنِّی اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْفِیْھَا: ہاں مجھے اس بات کا خوف ضرور ہے کہ تم میرے بعد دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ خارجیوں کی تباہی اور بربادی کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے دین کی گہرائی کو نہ سمجھا حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ بخاری شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

[1] اس واقعے کی تفصیل جاننے کے لئے کتاب معیار ہدایت اور کیسٹ شرک کی حقیقت ضرور سماعت کریں (جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی)

وَکَانَ اِبْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو جو صحابہ کرام پر شرک کا الزام لگاتے تھے مخلوق میں سب سے بدتر اور شریر تصور کرتے تھے: وَقَالَ اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی اٰیَاتٍ نُزِّلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ: یہ وہ بدبخت ہیں کہ جو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں گویا کہ مشرکوں کے بارے میں، بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کو وہ صالحین پر چسپاں کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ اس کثرت سے نماز پڑھتے تھے کہ بخاری شریف حدیث نمبر ۶۹۳۱ میں ارشاد ہے: تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَکُمْ مَعَ صَلٰوتِھِمْ: کہ نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہی خبردار کر دیا کہ جو مسلمانوں پر شرک کا الزام لگائیں گے وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نماز کے سامنے حقیر سمجھوگے: یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَایُجَاوِزُ حُلُوْقَھُمْ: اور وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ یعنی قرآن کو سمجھتے نہیں ہوں گے مسلمانوں پر شرک اور بدعت کا الزام لگانا یقیناً یہی بہت بڑی بدعت ہے جو مسلمان پر کفر اور شرک کا الزام لگاتا ہے تو یہ کفر اور شرک اس ہی کی طرف لوٹتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص قرآن پڑھتا ہوگا قرآن کا اثر اسکے چہرے پر ہوگا اور اسلام کا اثر اس کے چہرے پر ہوگا لیکن وہ اسلام کے نور سے محروم ہو جائے گا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کس وجہ سے؟ ارشاد فرمایا اس لیے کے وہ اپنے پڑوسی پر شرک کا الزام لگائے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا مشرک کون ہوگا؟ فرمایا شرک

کا الزام لگانے والا خود ہی مشرک ہوگا۔لہٰذا ہر نئے کام کو برا سمجھ کر گمراہی قرار دینا اصولِ شرعیہ کو نہ سمجھنا اور مسلمانوں پر بلاوجہ شرک اور بدعت کا الزام لگانا یقیناً یہی بدعت مضمومہ اور بدعت سیئہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے لوگوں سے کہ جن کے عقائد خراب ہوتے اور وہ بدعتی ہوتے ان سے بہت اجتناب فرماتے حدیثِ پاک میں ہے ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۲۵۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۵۰ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۱۳ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الایمانِ باالقدر الفصل الثالث۔

عن نافع رضی الله تعالیٰ عنه ان رجلا اتی ابن عمرفقال ان فلانا یقرء علیك السلام فقال انه بلغنی انه قداحدث فان کان قد احدث فلاتقرء ه منی السلام فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول یکون فی امتی اوفی هذه الامة خسف ومسخ اوقذف فی اهل القدر

حضرتِ نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس نے کہا فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے آپ نے فرمایا مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ وہ بدعتی ہو گیا ہے اگر واقعی وہ بدعتی ہو گیا ہے تو تم میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جو زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے ان کے چہرے بگڑ جائیں گے ان پر پتھروں کی بارش ہوگی اور یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جو تقدیر کا انکار کرنے والے ہوں گے۔

دیکھا آپ نے کہ جو تقدیر کا انکار کرنے والے بدعقیدہ ہیں انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بدعتی قرار دیا کیونکہ اصل بدعت تو غلط عقیدہ ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لیے ارشاد فرمایا گیا ابوداؤد شریف حدیث نمبر **14651** اور یہی حدیث ابن ماجہ اور مسند امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی ہے۔

اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ

اگر یہ بیمار ہوجائیں تو تم ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

اور ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا: من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام جس نے بدعتی شخص کی تعظیم کی اس نے اسلام کو مٹانے میں تعاون کیا اسلام کو مٹانے کی کوشش کی بخاری شریف حدیث نمبر **12657** اور یہی حدیث مسلم شریف ابوداؤد ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:۔

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ

جس نے کوئی نیا کام یا عقیدہ بنایا ہمارے دین کے معاملات میں کہ وہ دین میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ:من احدث: کے بعد:فی امرنا هذا :فرمایا کہ جو ہمارے دینی معاملات میں کوئی نیا کام کرے یا عقیدہ بنائے:مالیس منه : جو دین کے اصول کے مطابق نہ ہو معلوم یہ ہوا کہ جس بدعت کی بُرائی بیان کی جاتی ہے وہ غلط عقائد اور غلط اعمال ہیں کہ جو دین کے اصولوں کے خلاف ہیں اسی طرح مسلم شریف حدیث نمبر ۸۶۷ میں ہے کہ

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ ﷺ امابعدفان خیر الحدیث کتاب اللّٰہ و خیر الھدی ھدی محمد و شر الامور محدثاتھا و کل بدعت ضلالۃ

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین رہنمائی رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی ہےاورتمام معاملات میں سب سے بری چیز وہ ایسے نئے کام ہیں جوشریعت کے خلاف ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت ارشادفرماتے ہیں یہ عام مخصوص ہے یعنی یہاں مراد بدعت سے وہ نیا کام ہے کہ جوشریعت کے خلاف ہو یہاں پر یہ بھی وضاحت ضروری ہے کہ بدعت سیئہ صرف معاملات میں نہیں ہوتی بلکہ عقائد میں بھی ہوتی ہے اورسب سے بُری بدعت غلط عقائداور غلط نظریات ہیں۔

الحمدللہ شروع میں ایک مثال پیش کی تھی کہ غصہ اچھا بھی ہوتا ہے بُرا بھی ہوتا ہے اسی طرح بدعت یعنی نیا کام اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی اسی بات کو امام بیہقی امام شافعی علیہما الرحمہ سے روایت کرتے ہیں

امام شافعی ؓ کا قول

آپ فرماتے ہیں

المحدثات من ا لامور ضربان احدھما احدث مما یخالف کتاب اوسنت او اثر او اجماع فھذہ البدعۃ الضلالۃ والثانیۃ ما احدث من الخیر لاخلاف فیہ لواحدمن العلماء وھذہ محدثۃ غیر مذمومۃوقد قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قیام شھر رمضان نعمت البدعۃ ھذہ یعنی انھا محدثۃ لم تکن واذاکانت لیس فیھا رد

معاملات میں نئی چیزیں اور نئے کام دواقسام پر ہیں ان میں سے ایک وہ جو کتاب اللہ کے مخالف ہوں یا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مخالف، صحابہ کرام ؓ کے اقوال واعمال یا اجماع کے خلاف ہوں تو یہ بدعتِ ضلالہ ہے یعنی یہ وہ نیا کام ہے جو گمراہی والا ہے۔ مزید فرماتے ہیں دوسراوہ کام جونیاتو ہومگر شریعت کے اصولوں کے عین مطابق ہو تو یہ وہ نیا کام ہے کہ جو بُرا نہیں ہے بلکہ اچھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے رمضان مبارک میں جو تراویح کی جماعت قائم کی اس کے متعلق آپ نے اسی لیے فرمایا کہ یہ ایک اچھی بدعت ہے یعنی یہ ایک ایسا کام ہے جو نیا ہے اس سے پہلے نہیں تھا مگر اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو شریعت کے خلاف ہو لہٰذا یہ بدعت حسنہ ہے۔

یہ جو تعریف اور بدعت کی دو قسمیں امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ اسی مفہوم کو کئی علماء محدثین مفسرین اور محققین نے بیان کیا۔ علامہ ابن اثیر

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ جن کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے بیداری میں ۷۵ سے زائد مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا۔ مدرسِ مکہ مکرمہ علامہ علی قاری ، مدرسِ مدینہ منورہ شیخ عبدالحق دہلوی کہ جنہیں ایک روایت کے مطابق روزانہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی تھی ۔شارح بخاری علامہ ابنِ حجراور علامہ عینی ،علامہ شامی وغیرہ جیسے بڑے بڑے محدثین نے بدعت کی دوقسمیں بیان کیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی لفظِ بدعت کو دومعنٰی میں استعمال کرتے تھے جیسا کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھا کے انہوں نے تراویح کی جماعت کو اچھی بدعت قرار دیا۔

کیا چاشت کی نماز بدعتِ سیئہ ھے ؟

اسی طرح مسلم شریف کتاب الحج میں اور بخاری کتاب العمرہ میں حدیث پاک ہے کہ حضرت مجاہد اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی شریف میں آئے چاشت کی نماز کا وقت تھا دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ٹیک لگا کر جلوہ افروز ہیں۔

وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ الضُّحٰی فِی الْمَسْجِدِ فَسَاَلْنَاہُ عَنْ صَلَاتِہِمْ فَقَالَ بِدْعَۃٌ

اور لوگ مسجد نبوی شریف میں چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے ہم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس چاشت کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ بدعت ہے۔

حالانکہ چاشت کی نماز تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے مگر اس چیز کو آپ نے بدعت اس لئے قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے جبکہ صحابہ اور تابعین مسجد نبوی شریف میں جمع ہو کر نمازِ چاشت ادا کر رہے تھے چنانچہ مسجد میں جمع ہو کر نمازِ چاشت کے ادا کرنے کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بدعت قرار دیا لیکن اسے بدعت سیئہ نہیں فرمایا ورنہ آپ لوگوں کو اس عمل سے ضرور منع فرماتے ۔شارح بخاری ابن حجر فتح الباری فی شرح بخاری صفحہ نمبر۵۲ پر اور امام بخاری کے استاد اپنی تصنیف مصنف ابنِ ابی شیبہ میں حدیث نمبر۷۷۷۵ میں یہی روایت اس طرح لکھی ہے کہ بدعۃ و نعمت البدعۃ یعنی فرمایا یہ بدعت ہے لیکن بُری نہیں اچھی بدعت ہے۔ پھر یہ بات واضح ہوئی کہ بدعت کا لفظ دومعنٰی کے لیے استعمال ہوتا ہے اچھی بدعت کے لیے بھی اور بُری بدعت کے لیے بھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صالحین نے کئی کام ایسے ایجاد کیے جو نبی اکرم ﷺ نے نہیں کیے جیسا کہ حضرت خُبیب رضی اللہ عنہ کو کافروں نے گرفتار کر کے شہید کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میری ایک خواہش ہے کہ مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے آپ کو اجازت دی گئی تو آپ نے دو رکعت نفل ادا کیے اور نفل پڑھنے کے بعد دعا کی اور پھر ان کافروں سے کہا میرا دل تو چاہ رہا تھا کہ طویل نماز پڑھوں لیکن پھر یہ خیال کیا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں اس لیے میں نے مختصر پڑھی۔ محدثین نے لکھا کہ شہادت کے وقت دو رکعت نفل پڑھنا نیا کام تھا جو آپ نے ایجاد کیا اور (آپ سے قبل یہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سے ثابت نہیں) حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرماتے اور دو رکعت نفل ادا کرتے حالانکہ صحابہ ؓ و دیگر بزرگوں اور تابعین نے بھی حدیثیں لکھی ہیں لیکن کوئی حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ پر اعتراض نہیں کرتا کہ کیا آپ کے دل میں صحابہ ؓ سے بڑھ کر حدیث کی محبت ہے کہ حدیث لکھنے کے لیے غسل کریں اور دو رکعت نفل پڑھیں آپ نے یہ نیا کام کہاں سے ایجاد کرلیا تو اس کا جواب بہت آسان ہے کہ یہ نیا کام شریعت کے خلاف نہیں لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

پیٹ بھر کے کھانا بدعت ھے

امام ابو طالب محمد بن علی مکی علیہ الرحمہ نے قوت القلوب کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 327 پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول لکھا کہ ''حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلی بدعت جو ایجاد ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے'' تو کیا اب جو کوئی پیٹ بھر کر کھانا کھائے اسے ہم گناہگار، بدعتی، جہنمی کہیں گے؟ ہرگز نہیں۔

بدعت کی ایک اورقسم

بعض علماء نے بدعت کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

[ا]......بدعتِ حسنہ [۲]......بدعتِ سیئہ [۳]......بدعتِ مباحہ

بدعت مباحہ: جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو۔

بعض علماء نے بدعت حسنہ کی بھی دو قسمیں کی ہیں [ا] بدعت حسنہ جو واجب ہو جیسے کافروں سے مناظرہ کرنے کے لیے علمِ کلام کو وضع کرنا اور اس طرح کے دیگر کام...

[۲] بدعت حسنہ جو مستحب ہو۔

بدعت سیئہ کی بھی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

[ا] وہ بدعت جس کا کرنا حرام ہے۔

[۲] وہ بدعت جس کا کرنا مکروہ ہو۔

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ عمل ایک ہو لیکن دو طریقوں سے کیا جائے اگر بمطابق شریعت کیا جائے تو بدعت حسنہ ہے اور خلافِ شرع کیا جائے تو وہ بدعت سیئہ بن جاتا ہے جیسے تبلیغِ دین کہ یہ حضور ﷺ سے اور صحابہ ؓ سے ثابت ہے لیکن تبلیغِ دین کے نئے نئے طریقے مثلاً ایک مخصوص تاریخ پر لوگوں کو جمع کرنا جیسا کہ بہارِ شریعت مسجد کراچی میں ایک پروگرام سردیوں میں شروع ہوتا ہے جو تقریباً ساڑھے چار مہینے تک جاری رہتا ہے فجر کی نماز کے بعد ڈیڑھ گھنٹے کے لیے قرآن کا درس ہوتا ہے ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے ذریعے اسکرین پر قرآن پاک کے الفاظ ہوتے ہیں اور ایک ایک لفظ کا ترجمہ اور تفسیر سماعت کی جاتی ہے، لوگ الحمد سے والناس تک پورا قرآن سمجھ کر ختم کرتے ہیں جس کا نام ﴿**خوشگوار زندگی**﴾ پروگرام رکھا جاتا ہے تو صحابہ کرام ؓ اور صالحین سے یہ طریقہ ثابت تو نہیں ہے لیکن چونکہ تبلیغ ثابت ہے اور تبلیغ شرعی اصولوں کے مطابق جس طرح بھی کی جائے وہ بالکل جائز ہے تو موجودہ زمانے میں نئے انداز میں تبلیغ کا کام کرنا یہ بدعت حسنہ ہے۔

اگر اس طرح تبلیغ کی جائے کہ عورتیں بے پردہ بیٹھی ہوں اور ان کے سامنے بیان کیا جارہا ہو، مرد بھی اس طرح بیٹھے ہوں مردوں عورتوں کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو، بیان کرنے والے کے درمیان بھی پردہ نہ ہو، تالیاں بج رہی ہوں اور بار بار ڈھول بجایا جارہا ہو، موسیقی بجائی جارہی ہو اور کوئی کہے کہ میں اسلام کی خدمت کررہا ہوں تو یقیناً یہ خرافات ہیں اور یہ سارے کام بدعت سیئہ ہیں۔

اسی طرح میلاد مصطفےٰ ﷺ کی محفل کا انعقاد کرنا کہ اس میں قرآن کی تلاوت ہو، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے، مناجات پڑھی جائیں نعتیں پڑھی جائیں، درسِ قرآن، درسِ حدیث ہو، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر، شان وعظمت معجزات وکمالات، سیرت وکردار اور ولادتِ باسعادت کے وقت ظہور پذیر ہونے والے واقعات کو بیان کیا جائے اور پھر آخر میں دعا وصلوٰۃ وسلام ہو یہ پورا عمل یقیناً حضور ﷺ کی تعظیم اور توقیر کے لیے ہے۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور توقیر لوگوں کے دلوں میں بڑھانا یہ شریعت کو بہت پسند ہے تو یہ بالکل شریعت کے مطابق ہے یہ انداز اگر نیا بھی ہو تو تب بھی شریعت کے خلاف نہیں لہٰذا یہ بدعت حسنہ ہے۔

لیکن اگر میلاد کی محفل میں نعتیں اس انداز میں پڑھی جائیں کہ موسیقی کے انداز پر ہوں یا آلاتِ موسیقی کے ساتھ ہوں، عورتیں نعت پڑھنے والی ہوں جن کی آواز نامحرم مردوں تک جارہی ہو، بجلی کی چوری کی جائے یا اس طرح محفلِ میلاد منعقد کی جائے کہ زور زور سے اسپیکر پر اس طرح نعتیں پڑھی جائیں کہ بیماروں، بوڑھوں کو

تکلیف ہو تو یہ سارے اعمال غلط اور گناہ ہیں ہم اسے بدعت سیئہ کہیں گے اور ایسی محفل ہم منعقد نہیں کریں گے کہ جس میں گناہ کیے جائیں۔ (ان شاءاللہ)

اسی طرح عرس کا مطلب اللہ والوں کی یاد کرنا اللہ والوں کو ایصالِ ثواب کرنا ایک مخصوص تاریخ پر یہ کام کیا جاتا ہے اور تاریخ کا تعین کرنا یہ بھی شریعت سے ثابت ہے کہ اس تاریخ میں لوگ جمع ہوں اور اللہ کا ذکر کریں، قرآن کی تلاوت کریں، درودِ پاک پڑھیں، دعائیں مانگیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ بدعتِ حسنہ ہے لیکن اگر ہیروئن چرس بھنگ کا کاروبار ہو رہا ہو، میلے لگے ہوئے ہوں، ناچ ہو رہا ہو، عورتوں اور مردوں کا مخلوط انتظام ہو، ڈھول اور باجوں پر خوب اُودھم ہو رہا ہو، مزار پر سجدہ ہو رہا ہو، مزار کے سامنے رقص کیا جارہا ہو، مزار کا طواف کیا جارہا ہو یہ سب منع ہیں اور بدعتِ سیئہ ہیں۔[1]

لہٰذا قانون یہ ہوا کہ زمانہ کا اعتبار نہیں ہے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کوئی کام ایجاد ہوا یا اس کے بعد ہر وقت یہ دیکھا جائے گا کہ کیا یہ کام شریعت کے اصول کے مطابق ہے یا نہیں، اسی طرح ایجاد کرنے والا وہ نیک شخص ہو یا بد ہم اسے نہیں دیکھیں گے بلکہ یہ دیکھیں گے کہ یہ کام شریعت کے مطابق ہے یا نہیں اس فلسفہ کو اس طرح سمجھیں:۔

[1] رسول اللہ ﷺ نے ان سب سے منع فرمایا اور سجدہ صرف اللہ کی بارگاہ میں کیا جاسکتا ہے اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے سجدہ جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ حجاج بن یوسف بڑا ظالم اور بڑا اسفاق شخص تھا یہ بدعتی بھی تھا اور خلافِ شرع کام بھی کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس وقت موجود صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اسے سخت ناپسند کرتے تھے اس وقت نمازِ جمعہ علاقہ کا گورنر یا بادشاہ ہی پڑھایا کرتا تھا اور اس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ سب لوگ مسجد میں میری اقتداء میں جمعہ کی نماز پڑھیں خلاف ورزی کی صورت میں جان سے مارنے کی دھمکی بھی دے رکھی تھی اور کسی دوسری مسجد میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی پر اس نے پابندی عائد کر رکھی تھی۔ جان جانے کے خوف کے سبب صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کو اس وجہ سے بڑی الجھن ہوتی تھی اکثر حضرات گھر میں اور بعض مسجد میں پہلے ہی ظہر کی نماز ادا فرما کر مسجد آتے تھے کیونکہ وہ اس سفاق و بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا پسند نہ کرتے تھے مگر مجبوراً مسجد کی حاضری دینی ہوتی تھی۔ لیکن اسی ظالم وجابر اور بدعتی شخص نے جب قرآن پاک کو زَبر، زِیر، پیش، لگوائے تو صحابہ کرام وتابعین اور بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم نے اسے قبول کرلیا کیونکہ وہ خود تو بُرا ضرور تھا مگر اس کا یہ عمل بہت اچھا تھا تو بدعتِ حسنہ کے طور پر انہوں نے اس عمل کو قبول کرلیا۔ اگر دیکھا جائے تو اس کا امت پر بہت بڑا احسان ہے۔

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کے بارے میں امام المحدثین شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ شرعی اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دینِ اسلام کے سنہرے اصول

اَلفِعلُ یَدُلُّ عَلَی الجَوَازِ وَعَدمُ الفِعلِ لَا یَدُلُّ عَلَی المَنعِ

رسول اللہ ﷺ یا صحابہ یا بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم نے جو کام کیا یہ اس کام کے جائز ہونے کی دلیل ضرور ہے لیکن اگر انہوں نے کوئی کام نہیں کیا تو یہ کسی کام کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں بدعتِ حسنہ بدعتِ سیئہ اور بدعت مباحہ کی تقسیم اس طرح فرماتے ہیں:۔

وَالبِدعَۃُ اِن کَانَت مِمَّا تَندَرِجُ تَحتَ مُستَحسَنٍ فَھِیَ حَسَنَۃٌ

اگر کوئی نیا کام کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو کہ جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ نیا کام اچھا ہے وہ اچھی بدعت ہے۔

اگر اس کے تحت کوئی کام ہو اور شریعت کے خلاف نہ ہو تو وہ بدعتِ حسنہ ہے جیسے بزرگانِ دین کی تعظیم، ان کی یاد منانا، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور توقیر بڑھانے کی کوشش کرنا، تبلیغ دین کرنا، یہ سب شریعت سے ثابت ہیں ان کی خوبی شریعت سے ثابت ہے مزید فرماتے ہیں:۔

اِن کَانَت تَندَرِجُ تَحتَ مُستَقبَحٍ فَھِیَ مُستَقبِحَۃٌ

اور اگر وہ نیا کام کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی بُرائی شریعت سے ثابت ہے تو وہ نیا کام بُرا ہے بدعتِ سیئہ ہے۔

جیسے مزار کو سجدہ رکوع طواف کرنا وغیرہ یا ایسی محفل منعقد کرنا کہ جس میں مرد اور عورتوں کا اختلاط ہو میوزیکل آلات کا استعمال کرنا یہ ساری چیزیں ان اُمور سے ہیں جن کی برائی ثابت ہے تو یہ کام برے ہیں لہٰذا انہیں بدعتِ سیئہ کہیں گے۔

آخر میں فرمایا۔

وَالَّا فَمِنْ قِسْمِ مُبَاحٍ

اور اگر کوئی کام بدعتِ حسنہ بن رہا ہو نہ بدعت سیئہ تو وہ مباح ہوگا۔

اگر کوئی شخص ان اصولوں کو نہ سمجھے بلکہ اس کی یہ ضد ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد یا تابعین کے بعد جو بھی نیا کام کیا جائے گا وہ بدعت سیئہ ہے تو پھر اس کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے خطبے کے بعد پوری دنیا میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی جاتی ہے اور وہ دعا مادری زبان میں کی جاتی ہے جیسے پاکستان میں عموماً اردو زبان میں کی جاتی ہے بعض علاقوں میں مختلف زبانوں میں دعا کی جاتی ہے عید کی نماز کے خطبے کے بعد اس طرح دعا کرنا نہ حضور ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین رضی اللہ عنہم سے اور نہ ہی تبع تابعین سے لیکن اس کے باوجود پوری دنیا میں یہ کام اکثر مساجد اور عیدگاہوں میں کیا جاتا ہے جو لوگ ہر بات پر بدعت بدعت کی رٹ لگاتے ہیں ان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے پوچھا گیا کہ عید کی نماز میں خطبے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر مادری زبان میں جو دعا مانگی جاتی ہے کیا یہ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات تو درست ہے کہ حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین سے عید کی نماز کے خطبے کے بعد یہ ثابت نہیں ہے لیکن شریعت کا اصول یہ ہے کہ یہ حضرات اگر کوئی عمل نہ کریں تو ان کا نہ کرنا حرام ہونے کی دلیل نہیں پھر انہوں نے دعا کے فضائل اور نماز

کے بعد جو دعا کرنے کی احادیث ہیں وہ بیان کیں اور کہا کہ جب دعا کی اتنی فضیلت ہے اور ہمیں منع بھی نہیں کیا گیا تو پھر دعا کرنے میں کیا حرج ہے لہٰذا یہ کوئی بُرا نیا کام نہیں۔ دیکھئے جب اپنی بات آتی ہے تو شرعی اصول لے آتے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور اللہ والوں کی محبت کی بات آتی ہے تو شرعی اصول جاننے کے باوجود وہ ان اصولوں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور لوگوں کو تعظیمِ مصطفی ﷺ اور اللہ والوں کی محبت سے دور کرنے کے لیے فوراً فتویٰ لگا دیتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ (ہر بدعت گمراہی ہے)۔

مرنے کے بعد لوگوں نے دعا نہیں مانگی

اللہ تبارک وتعالیٰ قادر ہے وہ قوی ہے جب انسان ایسا کرتا ہے تو اس کا نتیجہ دنیا میں دکھا دیا جاتا ہے کہ اس کی میت موجود ہوتی ہے نمازِ جنازہ کے بعد لوگ اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے لیے راضی نہیں ہوتے حالانکہ حدیثِ پاک میں واضح طور پر ہے۔

عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا صليتم على الميت فاخلصو له الدعاء

ابو داؤد شريف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم نماز جنازہ پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو پھر خاص اس میت کے لیے دعا کرو۔

اور دوسری حدیث پاک میں فرمایا اسے تمہاری دعا کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی شخص دریا میں ڈوب رہا ہو۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت موجود ہے کہ حضرت عمرؓ ایک دن نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آئے تو نمازِ جنازہ ختم ہو چکی تھی لوگ دعا کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے زور سے پکار کر کہا رُک جاؤ میں نماز جنازہ میں تو شریک نہ ہو سکا اب مجھے دعا میں شریک ہونے دو اسی طرح حضرت علیؓ کا عمل لکھا کہ آپ نمازِ جنازہ کے بعد جب میت کے لیے دعا کرتے تو جنازے کے بالکل قریب آجاتے اسی لیے سنت یہ ہے کہ جنازے کے بعد جب دعا کی جائے تو صفیں توڑ دی جائیں اور جنازے کے قریب آجائیں اور سب مل کر دعا کریں یہ صحابہ کرامؓ کا طریقہ ہے۔

غور فرمایئے! کہ جب انسان اللہ کی محبت اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور اللہ والوں کی محبت سے دور ہو جاتا ہے تو دنیا میں اللہ کا قہر اس پر کس طرح نازل ہوتا ہے کہ جب وہ اس دنیا سے جاتا ہے تو اللہ کے حضور اس کی مغفرت کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی جاتی اور ایسا کرنے کو لوگ بدعت سمجھتے ہیں یہ اصل میں تنگ نظری ہے اور یہ تنگ نظری کا وبال ہے اسی لیے اس کتاب کا نام "بدعت کی حقیقت اور تنگ نظری کا وبال" رکھا گیا یقیناً اسلام کوئی تنگ نظر مذہب نہیں ہے اسلام میں بڑی آسانیاں اور وسعتیں ہیں شریعت کے اصول بیان کر دیئے گئے اب شریعت کے اصول کے مطابق جو نیا کام بھی کیا جائے چاہے کسی دور میں ہو صحیح ہے اور شریعت کے اصول کے خلاف جو کام کیا جائے چاہے کسی دور میں ہو غلط ہے۔

قرآن اور اسلام کی عظیم وسعتیں

قرآن پاک میں اس دین کی وسعتوں کا ذکر ہے چنانچہ سورۂ حج میں ارشاد فرمایا گیا۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

(حج:۷۸، پ۱۷)

اور اللہ نے دین کے معاملات میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔

سورۂ بقرہ میں اس طرح ہے:۔

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(بقرہ:۱۸۵، پ۲)

اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے تم پر دشواری اور تنگی کرنا نہیں چاہتا۔

سورۂ نساء میں یوں ارشاد ہے:۔

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ (نساء:۲۸، پ۵)

اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے۔

اسلام کا یہ اصول بھی یاد رہے کہ شریعت نے اگر منع نہ کیا ہو تو کسی چیز کو حرام کہنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے سورۂ نحل میں ارشاد ہے:۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾

(نحل:۱۱۶، پ۱۴)

تم اپنی مرضی سے اپنی زبانیں چلاتے ہوئے جھوٹ بولتے ہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تا کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

حلال و حرام کے لیے اصول

یہ اصول بھی یادرہے کہ شریعت نے جس کام سے منع کیا وہ حرام ہے جس چیز کا حکم دیا وہ حلال ہے اور جس چیز کا ذکر شریعت نے نہیں کیا اسے ہم حرام نہیں کہہ سکتے وہ بھی حلال ہے جائز ہے اور اسے ہمارے لیے معاف رکھا گیا جامع ترمذی **ابواب اللباس** نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَ الْحَرَامُ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَمَاسَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ مِمَّا عَفَا عَنْہُ

حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا اور جس کے بارے میں ذکر نہ فرمایا تو یہ اس سے ہے جس سے اللہ نے در گزر کیا۔

یعنی تمہارے لیے معاف ہے اگر کرو تو تمہاری مرضی نہ کرو تو تمہاری مرضی اس میں تمہاری گرفت نہیں کی جائے گی علمائے کرام نے قرآن کی آیات اور حدیثِ مبارکہ سے اصول مرتب کیا اور فرمایا: فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ: مرقات جلد اول صفحہ نمبر ۲۶۳ پر تفسیر کبیر تفسیر بیضاوی تفسیر احمدی فتاویٰ شامی اور دیگر کئی کتابوں میں یہ اصول موجود ہے کہ قاعدۂ اصلیہ یہ ہے کہ: فی نفسہ : ہر چیز جائز ہے جب تک کہ شریعت حرام قرار نہ دے تو جائز کا ثبوت نہیں مانگا جاتا اگر کوئی ناجائز کہتا ہے تو وہ ثابت کرے کہ اللہ نے کہاں ناجائز قرار دیا رسول اللہ ﷺ نے کہاں اسے حرام قرار دیا۔ چنانچہ قرآن پاک اور حدیث طیبہ میں ناجائز کی فہرست ہے، حرام کی فہرست ہے،

ناپاک کی فہرست ہے، لیکن حلال، جائز اور پاک چیزوں کی فہرست نہیں بیان کی گئی بلکہ بتادیا گیا کہ جس کا ذکر نہیں کیا گیا وہ حلال، پاک اور جائز ہیں مثلاً قرآن کریم نے جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کا ذکر کیا چنانچہ سورۂ نساء آیت نمبر 23 میں ارشاد فرمایا:۔

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (نساء:۲۳،پ۴)

تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئی کہ ان سے نکاح نہیں ہوسکتا تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں

اور دیگر عورتوں کی فہرست بیان کی گئی اور بتایا گیا کہ ان ان عورتوں کیساتھ نکاح نہیں ہوسکتا اور پھر اگلی آیت میں فرمایا:۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ (نساء:۲۴،پ۵)

ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ تمہارے لیے حلال کی گئیں۔

یعنی تم ان سے نکاح کر سکتے ہو قاعدہ معلوم ہوا کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ حرام کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ جتنی چیزیں ہوتی ہیں وہ حلال ہوتی ہیں جائز ہوتی ہیں، اسی طرح یہ اصول بھی سمجھ لیں جو حدیث پاک میں ہے کہ: مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَاللّٰہِ حَسَنٌ: جسے صالح مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوگا۔ بدعت کی دو اقسام کو مزید سمجھنے کے لیے حضور ﷺ کے فرمان میں مزید غور کیجئے جیسا کہ ترمذی شریف کتاب العلم، نسائی کتاب الزکوٰۃ، ابن ماجہ کتاب مقدمہ اور

مسند امام احمد بن حنبل میں چار جگہ پر اور دارمی میں کتاب مقدمہ میں دو جگہ پر یہ حدیث پاک موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اچھے نئے کام اور بُرے نئے کام کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جو بُرا نیا کام ایجاد کرے گا اس کے لیے گناہ ہے اور لوگ جب تک اس پر عمل کرتے رہیں گے اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جائے گا اور اچھا نیا کام ایجاد کرنے کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ

جو اسلام میں اچھا کام ایجاد کرے اور بعد والے اس پر عمل پیرا ہوں تو جتنے اس پر عمل کریں گے انہیں بھی ثواب ہوگا اور جس نے ایجاد کیا عمل کرنے والوں کی مقدار اسے بھی ثواب ملے گا۔

لہٰذا اسی اصول کے تحت بزرگانِ دین وہ نئے نئے کام جو شریعت کے اصولوں کے مطابق تھے ایجاد کرتے رہے اور آج تک وہ نئے نئے کام جاری اور ساری ہیں مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فارس، روم اور کئی ممالک فتح ہوئے مگر جمعہ کا خطبہ عربی میں ہوتا تھا جمعہ کے خطبے سے پہلے کسی مادری زبان میں کوئی وعظ وتقریر نہیں ہوتی تھی لیکن بعد میں اس نئے کام کو ایجاد کیا گیا اور آج پوری دنیا میں وہ ممالک ہیں کہ جن کی زبان عربی نہیں، عربی میں خطبہ دیتے ہیں اور اس سے پہلے وہ اردو میں یا جو بھی مادری زبان ہو وعظ کرتے ہیں یہ کام نہ حضور ﷺ نے کیا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا لیکن یہ کام نیا

تو ہے مگر اچھا اور شریعت کے اصول کے مطابق ہے لہٰذا اسے بدعتِ حسنہ کہیں گے اسی طرح بعض جگہوں پر یومِ فرقان منایا جاتا ہے، یومِ غزوہ بدر منایا جاتا ہے اسی طرح یومِ صدیقِ اکبر، یومِ فاروقِ اعظم، یومِ عثمان، یومِ حیدر، یومِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منائے جاتے ہیں، کہیں سیرتُ النبی ﷺ کا جلسہ ہوتا ہے، کہیں محفل میلادِ مصطفٰی ﷺ، کہیں محسنِ انسانیت ﷺ کانفرنس اور کہیں کسی اور نام سے جلسہ اور کہیں کسی نام سے دین کا پروگرام، کہیں نورِ قرآن نشست، کہیں خوشگوار زندگی پروگرام، سال میں ایک مرتبہ ربیع الثانی کے مہینے میں نورُ القرآن کانفرنس ہوتی ہے کہ جس میں پورے ملک سے علماء اور مشائخ تشریف لاتے ہیں، مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں قرآن سمجھنے کا ذوق اور شوق پیدا ہو تو یہ سارے کام نئے ہیں اس انداز میں دین کا کام کرنا، اس انداز میں یوم منانا، اس انداز میں وعظ کرنا رسول اللہ ﷺ سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں مگر چونکہ یہ شریعت کے خلاف بھی نہیں اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع بھی نہیں کیا لہٰذا یہ بالکل درست ہے ۔سال میں ایک ایسا اجتماع بھی آتا ہے جو بالکل مخصوص تاریخ میں ہوتا ہے اور پوری دنیا سے لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے بتایئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تابعین نے بزرگانِ دین نے حج کے علاوہ کوئی سالانہ اجتماع کیا؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر ہمارے دل میں دین کی تڑپ ہے اسی طرح سیرتُ النبی ﷺ کانفرنس کے بڑے جلسے ربیع الاول کے مہینے میں ہوتے ہیں اگر کوئی **Message** بنالے اور کہہ کہ اے یومِ صدیق، یومِ فاروق، یومِ عثمان، یومِ حیدر رضی اللہ عنہ منانے والو، اے یومِ

فرقان منانے والو، اے جمعہ کے خطبے سے پہلے اردو یا دیگر مادری زبان میں وعظ کرنے والو، اے سال میں ایک سالانہ اجتماع کرنے والو یا بارہ ربیع الاول کے لیے سیرتُ النبی ﷺ کانفرنس کرنے والو یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ۶۳ مرتبہ ربیع الاول آیا اور صدیق اکبر ؓ کے دور خلافت میں ۲ مرتبہ ربیع الاول آیا، فاروق اعظم ؓ کے دور خلافت میں ۱۰ مرتبہ ربیع الاول آیا، حضرت عثمان غنی ؓ کے دور میں ۱۲ مرتبہ ربیع الاول آیا، حضرت علی ؓ کے دور میں 4 مرتبہ، حضرت امیر معاویہ ؓ کے دور میں ۲۰ مرتبہ تو اسی طرح دیگر صحابہ کرام ؓ کے نام یاد ہوں مثلاً بدر کے ۳۱۳ صحابہ ؓ کے نام ہر ہر نام کے آگے ہم یہ کہہ دیں کہ کیا انہوں نے یہ کام کیا، تو جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت، سیرتُ النبی ﷺ کی محبت، دین کی محبت، صدیق اکبر ؓ کی محبت، یومِ فرقان کی محبت، دین کی تبلیغ کا جذبہ تم میں زیادہ ہے یا ان لوگوں میں زیادہ تھا تو یہ باتیں ہرگز مناسب نہیں ایسی باتیں ایسا ہی شخص کرے گا جس نے دین کے اصولوں کو سمجھا ہی نہیں یہاں یہ مقصد بھی نہیں کہ کوئی Message شروع کردے کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے کہ درس قرآن عام ہوجائے لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی سازش

یہودیوں اور عیسائیوں نے مسلمانوں کے ذہنوں میں بدعت کے بارے میں غلط تصورات قائم کردیئے ہیں تو مجبوراً اس موضوع پر قلم اُٹھانا پڑا ورنہ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ مسلمانوں کو دین کے قریب کیا جائے یہود و نصاریٰ کے خلاف انہیں تیار کیا جائے دشمنانِ اسلام کے خلاف ان کو مضبوط کیا جائے تہجد کے فضائل بیان ہوں، نماز نہ پڑھنے کے نقصانات بیان ہوں اور اس میں کون سی چیزیں رکاوٹ ہیں ان کا بیان ہو۔ ہم موت سے غافل کیوں ہیں؟ آج مسلمانوں میں بے راہ روی کیوں ہے؟ آپس میں دشمنیاں کیوں پائی جاتی ہیں؟ نفرتیں کیوں پائی جاتیں ہیں؟ بڑوں کا ادب کیوں نہیں؟ چھوٹوں پر شفقت کیوں نہیں؟ پڑوسیوں کے حقوق کیوں نہیں ادا کیے جاتے؟ لوگوں کی اصلاح کی ضرورت ہے یہ مختصر سی زندگی قول اور فعل کے تضاد سے کب پاک ہوگی تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ان موضوعات پر بیانات ہوں اور مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام کے خلاف تیار کیا جائے ہم نمازوں کی پابندی کریں، کثرت سے درودِ پاک پڑھیں اتنی کثرت سے پڑھیں کہ کسی کہنے والے نے کہا اگر تم رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود پاک پڑھو گے تو درود والے آقا ﷺ تم سے پیار فرمائیں گے اور روایت میں آیا کہ حضرتِ حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو کثرت سے درودِ پاک پڑھتا ہے تو اس کی برکتیں درود پڑھنے والے کو بھی ملتی ہیں اس کی اولاد کو بھی ملتی ہیں اور اولاد کی اولاد تک یہ برکتیں جاری رہتی ہیں۔ روایت میں اس طرح بھی ہے کہ آسمان سے بلائیں نازل ہوتی ہیں لیکن جس گھر میں درود و سلام پڑھا جاتا ہے اس گھر میں بلائیں نازل نہیں ہوتی جب ہم کثرت سے درودِ پاک پڑھیں گے تو ان شاءاللہ ساری

اُلجھنیں دور ہو جائیں گی اور شرعی اصول بھی سمجھ میں آ جائیں گے اور ہمارا دل رسول اللہ ﷺ کی محبت سے روشن و منور ہو جائے گا۔[1]

دورِ حاضر کی اہم ترین ضرورت

اس کے علاوہ آج کے دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں میں قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے، الحمد سے والناس تک مسلمان ترجمہ سنیں، تفسیر سماعت کریں اپنی زندگی کا محاسبہ کریں، مسلمانوں میں جو بُرائیاں ہیں وہ قرآن کی برکتوں سے دور ہو جائیں۔ الحمدللہ صرف ۲ سی ڈیز پر مشتمل پورے قرآن کا ترجمہ و تفسیر آسان انداز میں موجود ہے ان سی ڈیز کو بہارِ شریعت مسجد بہادر آباد کراچی سے حاصل کر سکتے ہیں اور ایک عاجزانہ مشورہ یہ ہے اگر ہو سکے تو اپنے گھر والوں کو روزانہ ۲۰ سے ۲۵ منٹ کے لیے جمع کریں اور یہ ترجمہ اور تفسیر کی سی ڈیز لگا دیں اور تمام افراد قرآنِ پاک کھول کر اس سی ڈیز کو سماعت کریں کیوں کہ قرآن کی تلاوت

[1] ایک کیسٹ آپ بہار شریعت مسجد بہادر آباد کراچی سے ضرور حاصل کریں جس کا عنوان ہے ''آپ کا گھرانہ جنتی ہو سکتا ہے'' اس کیسٹ میں درود و سلام کے فضائل بیان کیے گئے ہیں اور ایسے ایسے فضائل ہیں کہ ان شاء اللہ آپ گھر والوں کو جمع کر کے سنائیں گے تو گھر کا ہر فرد نماز کا پابند ہو جائے گا، درود و سلام کی کثرت کرنے والا ہو جائے گا اور پھر ان شاء اللہ ہمارا گھرانہ جنتی گھرانہ بن جائے گا اے کریم مالک ہمیں خود بھی اس کیسٹ کو سننے اور دوسروں کو ترغیب دینے کی توفیق عطا فرما۔ اور اس بیان کو آپ www.noorequran.org سے ڈاون لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

بھی عبادت، دیکھنا بھی عبادت اور چھونا بھی عبادت ہے، ان شاء اللہ اس کی برکتیں آپ دیکھیں گے کہ گھر میں کتنا بڑا انقلاب آئے گا، محبتیں عام ہو جائیں گی، بڑوں کا ادب ہوگا، چھوٹوں پر شفقتیں ہوں گی، بُرائیاں ختم ہو جائیں گی۔ کتاب کے آخر میں یہی التجا ہے کہ آپ دو رکعت نفل صلوۃ الحاجات ادا فرمائیں اور اس کے بعد یہ دعا کریں کہ اللہ تعالی ہمارا ایمان محفوظ رکھے کیونکہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوا تو ان شاء اللہ دونوں جہان سنور جائیں گے اور اگر مرتے وقت کسی کا ایمان سلب کر لیا گیا تو اس کی ساری عبادت اس کے منہ پر ماردی جائے گی اور جس کا خاتمہ کفر پر ہوا وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتا رہے گا۔

دعا

اللہ تعالی ہمیں اپنی بقیہ زندگی اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ